عہدِ بنواُمیہ میں کتابتِ حدیث: تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Compilation of Hadith in the reign of Banū Umayya

ممتاز حسین[i]　　ڈاکٹر عبدالرحمٰن خان[ii]

Abstract

History is such a knowledge by which nations get guidance. Bright and brilliant nations follow history for their brilliant future. In the light of this importance a brief evaluation of Banū Umayya's history is being taken. This part of Banū Umayya's history consists round about ninety or ninety two years. It is the first era of Muslims climax. This era relates to Banū Umayya, Ṣahaba, Tabi'een and Taba Tabi'een. It has been entitled as a brilliant era. Furthermore, the writting achievements of Banū Umayya's aḥadith writers will be assessed like the prophetic era. Hence, during this period countless Ṣahaba, Tabi'een and Taba Tabi'een took part in the advertisement of aḥadith and compiled many aḥadith. By the study of this article we will beware of this bright history and anti-Islamic false notion/propagandas will be exposed. So that ḥadith formation and communal temptation would be prevented.

Keywords*: Banū Umayya, Ṣahaba, Tabi'een, Taba Tabi'een*, Compilation of Hadith.

تمہید

فہم قرآن کے لیے حدیث کی ضرورت ہے جس کا ایک سبب حدیثِ رسول ﷺ قرآنی احکام کی عملی تفصیل اور قولی تفسیر ہے۔ اگر حدیثِ رسول ﷺ[1] سامنے نہ ہو تو کوئی شخص ایک رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ اس طرح دوسرے احکام کا معاملہ ہے۔

اسلام میں چونکہ اطاعت رسول ﷺ ابتدا ہی سے ایک لازمی امر تھا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسوہ حسنہ کے حفظ اور اشاعت کی طرف خاص توجہ دی اور مختلف ادوار میں حفاظت حدیث کا سلسلہ جاری رہا۔ آرٹیکل کتابت حدیث بنوامیہ کے عہد میں حفاظت حدیث کے حوالے سے کی جانے والی کاوشوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔ اس دور کا دورانیہ 40ھ سے بنوامیہ کے زوال (یعنی 132 ہجری) تک ہے۔ اس عہد میں بعض کبار صحابہ اور صغار صحابہ و تابعین کا دور شامل ہے۔ نیز حدیث کی تاریخ وتدوین اور روایت اور درایت کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور احادیث کے بہت سے مجموعے ہیں جو ابتدائی صدیوں سے متداول چلے آرہے ہیں، بعد کی صدیوں میں مرتب ہونے والے بھی بہت سے مجموعے ملتے ہیں جن میں بہت سی احادیث مختلف موضوعات پر مختلف مقاصد کیلئے جمع کی گئی ہیں۔ ان سب کتابوں سے حدیثِ رسول ﷺ کا پتہ چلتا ہے۔ اس لیے جب تک اسلامیات کے طلبا کو بالعموم اور قرآن مجید کے طلباء کو بالخصوص اچھی طرح سے یہ معلوم نہ ہو کہ حدیث اور سنت کس کو کہتے ہیں، حدیث کی جو کتابیں ہمارے سامنے موجود ہیں، ان

[i]۔ ریسرچ سکالر یونیورسٹی آف پونچھ راولاکوٹ آزاد کشمیر۔

[ii]۔ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز یونیورسٹی آف پونچھ راولاکوٹ آزاد کشمیر۔

سے استفادہ کرنے کا طریقہ کیا ہے، حدیث کی کسی کتاب میں اگر کوئی حدیث لکھی ہوئی ہے تو اُس کی روشنی میں قرآن پاک کو کیسے سمجھا جائے، تو جب تک ان سب عمور سے گہری واقفیت نہ ہو تو اُس وقت تک قرآن پاک کو کماحقہ سمجھنا مشکل ہے۔

پسِ منظر

اس دور میں کتابت حدیث پر کام ہونے لگا۔ دراصل ضبط حدیث دو قسم پر ہے: اول ضبط کتابت، پہلے زمانہ میں ضبط صدر زیادہ معروف اور مروج تھا کہ سینے میں یاد رکھتے تھے کیونکہ اس وقت حافظے بہت قوی تھے۔ پھر ضبط کتابت کی دو قسمیں ہیں: اول، مطلق کتابت، ثانی، کتابت بصورت تصنیف، مطلق کتابت حدیث قرون اولیٰ میں مختلف فیہ تھی۔ ابتداءً بعض حضرات فرماتے تھے کی کتابت حدیث مکروہ ہے تاکہ الفاظ حدیث کا الفاظ قرآنیہ کے ساتھ التباس اور اختلاط نہ ہو جائے لیکن آخیر زمانہ میں سب کے سب حضرات بعض عوامل[2] کی وجہ سے اس امر پر متفق ہو گئے کہ کتابت حدیث بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے۔[3]

اب اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ عہد بنو امیہ میں بعض صغار و کبار صحابہ اور تابعین کا عہد شامل ہے۔ پہلی صدی کے آغاز سے 99ھ تک کئی مجموعے مرتب ہو چکے تھے جس کا ذکر ڈاکٹر محمد مصطفی نے اپنی کتاب Studies in the Early Hadith Literature میں کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے صحابہ کے مرتب کیے ہوئے کئی مجموعوں کا تذکرہ کیا ہے اور ان مجموعوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے تابعین کے زمانہ کے کم و بیش 250 مجموعوں کا ذکر کیا ہے اور تاریخ سے 250 مجموعوں کی شہادت جمع کر کے مرتب کی ہے۔ جس سے پتہ چلا کہ 250 تابعین کے مجموعوں کا تذکرہ حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے۔[4]

ان میں سے چند مجموعے جو بہت اہم ہیں درج ذیل ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تالیفات

چنانچہ ان کے شاگرد حسن ابن عمرو کا بیان ہے کہ:

> تحدثت عند أبي هريرة بحديث فأنكره، فقلت: إني قد سمعته منك، قال: إن كنت سمعته مني، فهو مكتوب عندي،فأخذ بيدي إلى بيته فأرانا كتبا كثيرة من حديث رسول الله ﷺ، فوجد ذلك الحديث فقال:قد أخبرتك أني إن كنت قد حدثتك به فهو مكتوب عندي۔[5]

> ترجمہ: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی تو انہوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث تو آپ سے ہی سنی ہے۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہا گر تم نے یہ حدیث مجھ سے سنی ہوئی ہو گی تو میرے پاس لکھی ہوئی ہو گی۔ یہ شاگرد کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی بہت ساری کتابیں دکھائیں چنانچہ وہ حدیث ان کو مل گئی۔ تو فرمایا کہ میں نے تم سے پہلے ہی فرمایا تھا کہ اگر میں نے تم کو یہ حدیث سنائی ہے تو میرے پاس ضرور لکھی ہوئی ہو گی۔

اس واقعہ سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی کتابیں موجود تھیں، وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کتابوں میں ان کی تمام مرویات لکھ لی گئی تھیں ان کی کوئی روایت کردہ حدیث ایسی نہ تھی جو ان کے پاس مکتوب موجود نہ ہو۔

ان کی تالیفات کے متعدد نسخے

طبقات ابن سعد کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام مرویات کا ایک مکمل نسخہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے والد عبدالعزیز ابن مروان گورنر مصر کے پاس بھی محفوظ تھا کیونکہ انھوں نے ایک مرتبہ کثیرہ ابن مرہ کو لکھا کہ

أن يكتب إليه بما سمع من أصحاب رسول الله، ﷺ، من أحاديثهم إلا حديث أبي هريرة فإنه عندنا.[6]

ترجمہ: تم نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے جو حدیثیں سنی ہوں میرے پاس لکھ کر بھیج دو سوائے ابوہریرہ کی حدیث کے کہ وہ ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کی روایت کردہ حدیثوں کے کئی اور بھی چھوٹے بڑے نسخے ان کے شاگردوں نے تیار کر لیے تھے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

صحیفہ بشیر ابن نہیک (م 101ھ) کا مجموعہ حدیث

یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور ابن البر نے نقل کیا ہے کہ:

عن بشير بن نهيك قال: كنت أكتب ما أسمع من أبي هريرة فلما أردت أن أفارقه أتيته بكتابي فقلت: هذا سمعته منك؟ قال: نعم-[7]

ترجمہ: بشیر بن نہیک فرماتے ہیں کہ جو کچھ ابوہریرہ سے سنتا تھا اسے لکھ لیتا تھا۔ بعد میں یہ مجموعہ حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے آپ سے سنی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی توثیق کی۔

صحیفہ ھمام بن منبہ (م 1031ھ) کا مجموعہ حدیث

حضرت ھمام بن منبہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جس کا نام حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں "الصحیفۃ الصحیحہ" ذکر کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس صحیفہ کو بتمام نقل کیا ہے اور امام مسلم بھی اپنی صحیح میں بہت سی احادیث اس صحیفہ کے واسطہ سے لائی ہیں۔ جب وہ اس صحیفہ کی کوئی حدیث نقل کرتے ہیں تو فرماتے ہیں:

عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به أبو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منهاوقال رسول الله صلى الله عليه وسلم-[8]

ترجمہ: ہمام ابن منبہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا یہ وہ روایات ہیں جنھیں ہم سے ابوہریرہ نے رسول اللہ کے حوالے بیان کیا ہے انہی میں سے بعض احادیث کو یہاں ذکر کیا گیا ہے، کہ رسول اللہ نے ایسے فرمایا۔

حسن اتفاق سے چند سال پہلے اس صحیفہ کا اصل مخطوطہ دریافت ہو گیا۔ ہے اس کا ایک نسخہ جرمنی میں برلن کے کتب خانہ "مجمع علمی" میں موجود ہے۔ دوسرا نسخہ دمشق کے کتب خانہ "مجمع علمی" میں موجود ہے۔ سیرت اور تاریخ کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان دونوں نسخوں سے مقابلہ کر کے یہ صحیفہ شائع کر دیا ہے۔ اس میں ایک سو اڑتیس احادیث ہیں اور جب مسند احمد سے اس کا مقابلہ کیا گیا تو کہیں بھی اختلاف نہیں تھا سوائے چند لفظی اختلاف کے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہمام ابن مُنبہ جن کو آپ نے آنحضرت ﷺ کی تقریباً ڈیڑھ سو حدیثیں ایک رسالہ میں مرتب کر کے املا کروائی تھیں۔ اس رسالہ کی درس و تدریس کا سلسلہ صدیوں بعد تک جاری رہا۔ چوں کہ اس کی سب حدیثیں بعد کے مؤلفین مثلاً امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلم ترمذیؒ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں بعینہٖ نقل کر دی ہیں۔ اس لیے رفتہ رفتہ اس کی الگ تدریس کا سلسلہ کم ہوتے ہوتے 658ھ میں تقریباً ختم ہو گیا۔ صدیوں سے یہ رسالہ نایاب تھا مگر ڈاکٹر موصوف نے محنت اور کوشش کر کے اسے حاصل کر لیا۔ یہ اُن کی علمِ حدیث کے حوالے سے

بڑی خدمت ہے جسے صدیوں یاد رکھا جائے گا۔اسی طرح ان کی تاریخ میں بھی بڑی خدمات ہیں۔دراصل صحیفہ ہمام ابن مُنبہ کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب نے متعارف کروایا۔جبکہ اس کا پرانا نام الصحیفة الصحیحه تھا۔یہ چند نمونے تھے جن کو اختصار کے ساتھ مذکور آرٹیکل میں پیش کیا گیا ہے۔

عہد صحابہ میں کتابت حدیث کی اور بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مرتب کیا ہوا ایک مجموعہ آج بھی دستیاب ہے۔استنبول کے کتب خانہ سعید علی پاشا میں اس کا مخطوطہ موجود ہے۔ مشہور صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ایک اور مجموعہ اسی کتب خانہ سعید علی پاشا میں موجود ہے۔ جس میں حج کے احکام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ چند نمونے ہیں جو صحابہ کرام کے زمانے میں لکھے گئے ہیں۔ایک اور نمونہ حضرت ابو سلمہ اشجعی کا مرتب کیا ہوا مجموعہ آج بھی موجود ہے۔ یہ مجموعہ استنبول میں جو کتب خانہ فیض اللہ کہلاتا ہے، وہاں موجود ہے۔ دمشق کا ایک اور کتب خانہ دار لکتب الظاہر یہ ہے جو بہت بڑا اور نفیس کتب خانہ ہے اس کی جدید عمارت بنائی گئی ہے، اس میں یہ کتب خانہ موجود ہے۔الملک الظاہر البیبرس ایک حکمران تھا۔ جس نے یہ کتب خانہ بنایا تھا۔ قدیم کتابیں اس میں جمع کی تھیں، اس میں بھی یہ مجموعہ موجود ہے۔[9]

حضرت ابو سلمہ اشجعی کا علمی انہماک معروف ہے جب مشرف بہ اسلام ہوئے خود کو گویا احادیث یاد کرنے دوسروں تک پہنچانے کے لیے وقف کر لیا تھا اور انھوں نے اپنی تمام مرویات خود لکھ کر یا لکھوا کر محفوظ کر لی تھیں۔ چنانچہ یہ مجموعے عہد صغار صحابہ کے ہیں جن کا شمار عہد بنو امیہ میں ہوتا ہے۔

صحیفہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م32ھ) کا مجموعہ حدیث

علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "جامع بيان العلم و فضله" میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود نے ایک کتاب نکالی اور فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ عبداللہ بن مسعود کی لکھی ہوئی ہے۔[10]

ان کو جو قرب آنحضرت ﷺ سے رہا ہے وہ معروف ہے۔ فقہاء صحابہ میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے اور آپ صاحب السواک والنعلین اور حبر الامہ کے القاب سے جانے جاتے تھے۔

صحیفہ جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م74ھ) کا مجموعہ حدیث

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حج کے احکام پر ایک رسالہ تحریر کیا تھا امام بخاری نے "تاریخ کبیر" میں حضرت معمر سے نقل کیا ہے:

> قال رأيت قتادة قال لسعيد بن ابی عروبة أمسك على المصحف فقرأ البقرة فلم يخطحرفا فقال يا ابا النضر لانا لصحيفة جابر احفظ منی لسورة البقرة ۔[11]

ترجمہ: میں نے قتادہ کو دیکھا انہوں نے سعید ابن ابی عروبہ سے فرمایا کہ اس مصحف پر توجہ مرکوز کر سورہ بقرہ پڑھی کسی حرف میں فرق نہ تھا۔فرمایا اے ابو نضر صحیفہ جابر مجھ سے یاد کر سورہ بقرہ کی یادداشت کے لیے۔

صحیفہ سعد ابن عبادہ (م15ھ) کا مجموعہ حدیث

امام بن سعد نے "طبقات" میں نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے ایک صحیفہ مرتب کیا تھا جس میں احادیث جمع کی تھیں۔[12]

حضرت براءابن عاذب (م72ھ) کا املاء حدیث

> عن عبد الله بن خنيس قال رأيتهم عند البراء يكتبون على أيديهم بالقصب ۔[13]

ترجمہ: عبداللہ ابن خنیس سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ان کو حضرت براء کے پاس دیکھا وہ اپنے ہاتھوں سے لکھ رہے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر کی روایت کی ہوئی حدیثوں پر مشتمل کم از کم چار یا پانچ تالیفات عہد صحابہ میں تیار ہو چکی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (م 58ھ) کا مجموعہ حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ تو معلوم نہیں کہ انہوں نے خود بھی احادیث لکھی ہیں یا کہ نہیں لیکن ان کی شاگردہ رشیدہ بنت عمرہ بنت عبدالرحمن کے پاس، جن کی پرورش انہوں نے بچپن سے کی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے سرکاری طور پر تدوین حدیث کا کام شروع کیا تو مدینہ کے حاکم ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کر عمرہ بنت عبدالرحمن اور قاسم بن محمد کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو احادیث ہیں، ہمیں نقل کر کے بھیجو نیز حضرت عائشہ کے بھانجے اور خاص شاگرد حضرت عروہ نے بھی احادیث کی کئی کتابیں لکھی تھیں۔ جو بظاہر انہی سے ہی مروی ہوں گی مگر یوم حرہ میں وہ ضائع ہو گئیں تھیں۔ جس پر وہ فرمایا کرتے تھے:

وددت لو أن عندي كتبي بأهلي ومالي -[14]

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ میرے پاس میری کتابیں میرے اہل اور مال کے ساتھ ہوں۔

اور مسند عائشہ کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جسے پاکستان کی نامور خاتون محدثہ محترمہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ نے ہی ایڈٹ کیا ہے۔[15]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (م 50ھ) کا مجموعہ حدیث

صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں کئی مثالیں ملتی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ مجھے احادیث نبوی لکھ کر بھیجو اور مغیرہ ابن شعبہ نے اپنے کاتب "وراد" سے لکھوا کر ان کو بھیجیں۔[16]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (م 68ھ) کا مجموعہ حدیث

انہوں نے جس لگن اور جانفشانی سے آنحضرت ﷺ کے حدیثیں یاد کی تھیں، اس کے واقعات معروف و مشہور ہیں۔ کتابت حدیث کے میدان میں بھی ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ کچھ اندازہ ان مثالوں سے ہو گا:

آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے حدیثیں لکھنے کی اجازت دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ:

يأتي أبا رافع فيقول ما صنع النبي صلى الله عليه و سلم يوم كذا ومع بن عباس ما يكتب ما يقول-[17]

ترجمہ: وہ ابو رافع کے پاس جاتے اور پوچھتے کہ فلاں دن رسول اللہ ﷺ نے کیا عمل فرمایا تھا۔ ابن عباس کے ساتھ جو شخص ہوتا تھا جو ابو رافع کی بیان کی ہوئی باتوں کو لکھتا جاتا تھا۔

حضرت ابو رافع کی بیوی سلمہ کا بیان ہے کہ:

رأيت عبد الله بن عباس معه ألواح يكتب عليها عن أبي رافع شيئا من فعل رسول الله صلى الله عليه و سلم-[18]

ترجمہ: میں نے ابن عباس کو دیکھا کہ ان کے پاس کچھ تختیاں ہیں جن پر وہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ افعال ابو رافع سے لکھ کر نقل کر رہے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تالیفات

اسی علمی ذوق و شوق کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت اتنی تالیفات چھوڑیں کہ ایک اونٹ پر لادی جا سکتی تھیں۔ یہ کتابیں ان کے آزاد کردہ غلام کریب ابن ابی مسلم کے پاس محفوظ تھیں جو حضرت ابن عباس کے صاحبزادے علی ابن عبداللہ کی موقع بہ موقع فرمائش پر یہ کتابیں نقل کر کے ان کے پاس بھیجتے تھے۔[19]

ان تالیفات کے نسخے

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس کی تالیفات کے نسخے ان کی حیات ہی میں دوسرے شہروں میں پہنچ چکے تھے اور لوگ وہ نسخے اس غرض سے ان کی خدمت میں لاتے تھے کہ ان کا باقاعدہ درس آپ سے حاصل کریں۔ نقل میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اصلاح کرا لیں۔ ان کے شاگرد عکرمہ کا بیان ہے کہ طائف کے کچھ لوگ ابن عباس کے پاس انہی کتابوں میں سے ایک کتاب لے کر آئے تاکہ یہ لکھی ہوئی حدیثیں ان سے پڑھوا کر براہ راست سن لیں اور نقل کا مقابلہ اصل سے ہو جائے۔ مگر ابن عباس نے غالباً بینائی کی کمزوری کے باعث پڑھنے سے عذر کیا اور فرمایا:

فاقرءوا علي فإن إقراري به كقراءتي عليكم۔[20]

ترجمہ: تم ہی پڑھ کر مجھے سنادو کیونکہ تم سے سن کر میرا اس کتاب کی توثیق کر دینا ایسا ہی ہے جیسا میں نے خود پڑھ کر تمہیں سنائی ہے۔

اس سے پتا چلا کہ عہد رسالت کے جو نوشتے ان کو دستیاب ہوئے وہ بھی انہوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ محفوظ کر دیئے تھے۔ واقدی جو سیرت نبوی ﷺ کے ابتدائی مصنفین میں سے ہیں وہ ابن عباس کے شاگرد عکرمہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ منذر ابن ساویٰ رئیس عمان کے نام آنحضرت ﷺ نے جو گرامی نامہ بھیجا تھا وہ ابن عباس کی کتابوں کے ساتھ مجھے ملا جس کی میں نے نقل تیار کی۔[21]

روایت حدیث بذریعہ خط و کتابت:

حضرت ابن عباس نے بہت سی احادیث کی روایات بذریعہ خط و کتابت فرمائیں، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

الف: ابن ابی ملیکہ جو طائف کے قاضی تھے، فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے میرے پاس یہ حدیث لکھ کر بھیجی کہ:

أن رسول الله ﷺ قضى باليمين على المدعى عليه۔[22]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ یمین مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

ب: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ کے دور حکومت میں خوارج میں سے ایک شخص نجدۃ الحروری میں حضرت ابن عباس سے جہاد اور غنیمت وغیرہ کے متعلق پانچ مسائل لکھ کر دریافت کیے۔ پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کا عمل ان مسائل میں کیا تھا۔ حضرت ابن عباس نے ان مسائل کا جواب لکھ کر اسے بھیجا اور آنحضرت ﷺ کا جو عمل تھا وہ مفصل تحریر فرمایا۔[23]

ج: عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے زنا بالجبر کے متعلق حضرت ابن عباس سے ایک فتویٰ پوچھا آپ نے جواب میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث لکھ کر بھیجی۔[24]

شاگردوں کو کتابت حدیث کی تلقین

حضرت ابن عباس خود تو کتابت حدیث کی یہ خدمات اتنے بڑے پیمانے پر انجام دے ہی رہے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی تلقین فرماتے:

قيدوا العلم بالكتابه ۔[25]

ترجمہ: علم کو لکھ کر محفوظ کر لو۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح یہ بھی اعلان فرماتے تھے: من يشتري مني علما بدرهم۔[26]

کون ہے جو مجھ سے ایک درہم کے بدلے علم خریدے یعنی کاغذ خرید لائے اور مجھ سے حدیثیں سن کر لکھ لے۔

ان کے ایک شاگرد عنترہ فرماتے ہیں کہ:

حدثني ابن عباس بحديث فقلت: أكتبه عنك؟ قال: فرخص لي ولم يكد ۔[27]

ترجمہ: ابن عباس نے مجھے ایک حدیث سنائی، میں نے کہا: یہ حدیث آپ کے حوالے سے اپنے پاس لکھ لوں؟ تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور اس پر کوئی نکیر نہیں کی۔

تفسیر قرآن کا املاء

حضرت ابن عباس نے اپنے شاگرد مجاہد بن جبر کو تفسیر قرآن بھی املاء کروائی تھی۔[28]

شاگردوں کا ذوق وشوق

اسی ترغیب اور ہمت افزائی کا نتیجہ تھا کہ شاگردان سے سنی ہوئی حدیثیں فوراً لکھ لیتے اور اس میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتے تھے۔۔ حضرت سعید بن جبیر جو مشہور تابعی ہیں اور ابن عباس کے مخصوص شاگرد ہیں اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ:

أنه كان يكون مع ابن عباس فيسمع منه الحديث فيكتبه في واسطة الرحل فإذا نزل نسخه ۔[29]

ترجمہ: میں رات کو مکہ کے راستے میں ابن عباس کے ساتھ سفر کرتا اور وہ مجھے حدیث سناتے رہتے میں فوراً اسے پالان (یا کجاوے) کے اگلے حصے پر لکھ لیتا اور صبح ہوتے ہی اسے نقل کر لیتا تھا۔

یہ تو سفر کا حال تھا مجلس میں غلبہ شوق ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں کہ

كنت أكتب عند ابن عباس فاذا امتلأت الصحيفة أخذت نعلي فكنت أكتب في ظهورهما حتى تمتلئا ۔[30]

ترجمہ: میں ابن عباس کے ساتھ بیٹھ کر صحیفے لکھتا رہتا، یہاں تک کہ وہ بھر جاتا پھر میں اپنے دونوں جوتوں کو پلٹ کر ان کے اوپر کے حصے پر بھی لکھ لیتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (م 74ھ) کا مجموعہ حدیث

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات مدینہ میں ہوئی یہ ان میں سب سے آخری صحابی ہیں۔ مسجد نبویؐ میں ان کا ایک حلقہ درس تھا، جس میں لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے۔ کثیر التعداد محدثین نے، جن میں مشہور آئمہ حدیث بھی ہیں، ان سے احادیث روایت کی ہیں۔[31]

علم حدیث میں ان کے شغف کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ان کو معلوم ہوا کہ ملک شام میں ایک صحابی (عبداللہ بن انیس) یوم حشر کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سنی ہوئی ایک حدیث سناتے ہیں، (جو حضرت جابر نے براہ راست نہیں سنی تھی)، انہوں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر مہینہ بھر کی مسافت قطع کر کے شام پہنچے اور ان سے وہ حدیث سنی اور وجہ یہ بتائی کہ مجھے خوف ہوا کہیں یہ حدیث سنے بغیر ہی مجھے موت نہ آجائے۔[32]

احادیث کی کتابت وتالیف کے میدان میں جوانھوں نے گراں قدر کارنامے چھوڑے ہیں ان کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے۔ ان کے بعد ان تابعین کو دیکھیے جنہوں نے صحابہ کرام سے سیرۃ پاک کا علم حاصل کیا اور بعد کی نسلوں تک منتقل کیا ان کی تعداد کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ طبقات ابن سعد میں چند مرکزی شہروں کے جن تابعین کے حالات ملتے ہیں، وہ یہ ہیں: مدینہ 484 مکہ 131 کوفہ 414 بصرہ 164 ان میں سے جنہوں نے بڑا کام کیا، ان میں سعید ابن مسیب پیدائش 14ھ وفات 93ھ، حسن بصری پیدائش 21ھ وفات 110ھ، ابن سیرین پیدائش 23ھ وفات 110ھ، عروہ بن زبیر پیدائش 22ھ وفات 94ھ، علی بن حسین پیدائش 38ھ وفات 94ھ، مجاہد پیدائش 21ھ وفات 104ھ، عاصم ابن محمد پیدائش ابن ابی بکر پیدائش 37ھ وفات 104ھ، شریح (عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے قاضی) وفات 78ھ، مسروق (ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ آئے) وفات 62ھ، اسود ابن یزید پیدائش 75ھ، مکحول پیدائش 112ھ، رجا ابن حیوٰۃ وفات 113ھ، ہمام ابن منبہ پیدائش 40ھ وفات 131ھ (صحیفہ ہمام ابن منبہ

احادیث کا مجموعہ مرتب کیا جو شائع ہو چکا ہے)، سالم ابن عبد اللہ ابن عمر وفات 104ھ، نافع مولیٰ عبد اللہ ابن عمر وفات 117ھ، سعید ابن جبیر پیدائش 45ھ، وفات 95ھ، سلیمان ابن عامر پیدائش 61ھ وفات 148ھ شامل ہیں۔

اوپر کی تفصیل سے یہ بات عیاں ہے کہ علمِ حدیث کی حفاظت کتنی اہم ہے کہ جس کے لیے ان برگزیدہ ہستیوں نے بے پناہ کوششیں کی ہیں۔ اقوام عالم نے میں سے کسی کو بھی اسلام سے پہلے یہ توفیق میسر نہیں ہوئی کہ وہ اپنے پیغمبر کی باتیں صحیح ثبوت کے ساتھ محفوظ کر سکیں۔ اس کے برعکس اسلام نے اپنے رسول ﷺ کی سیرت کے ایک ایک گوشہ کو پوری صحت کے ساتھ محفوظ کیا۔ امتِ اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کے ایک ایک کلمہ کو صحت واتصال کے ساتھ جمع کیا۔ مسلمانوں کا یہ بے مثل اہتمام محض حفظو تدوین تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ احادیث رسول ﷺ کو دشمنانِ اسلام کے حملوں سے بچانا، صحیح وسقیم احادیث میں امتیاز برقرار رکھتے ہوئے پوری صحت کے ساتھ نسل در نسل انہیں منتقل کرنا بھی تھا۔ تاکہ مدونذخیرہ احادیث شکوک وشبہات سے اس قدر بلند وبالا ہو کہ ہر فرد خواہ وہ اپنوں میں سے ہو یا اغیار میں سے، دیکھتے ہی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ یہ ذخیرہ ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہے اور حفاظت کے اس بندوبست سے بڑھ کر اور کوئی بندوبست ممکن نہیں۔ قرون اولی کے مسلمانوں نے احادیث کے بارے میں جو حفاظت کا اہتمام کیا ہے اُس پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے اور تاریخ اس احتیاط اور دیانتداری کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ صحابہ کرامؓ وہ ہستیاں ہیں انہوں نے آپ ؐ کی ذات پاک سے انتہائی عقیدت ومحبت ووالہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی بے حجاب حیاتِ طیبہ کے معمولات سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان ہستیوں نے آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو قبول کرنے اور روایت کرنے کے عمل میں انتہائی محتاط رویوں کا مظاہرہ کیا۔ اس میں صحابہ کرامؓ کی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً ابو بکر صدیقؓ ودیگر خلفائے راشدین کے ادوار میں جس شان سے حفاظت احادیث پر کام کیا گیا وہ تاریخ کا انمول تحفہ ہے اور یہی حال تابعین کے دور میں رہا۔ بعد کے ادوار میں آئمہ مجتہدین نے بھی بے شمار خدمات سرانجام دیں۔ ان حضرات کی خدمات حدیث کی وجہ سے ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں سیرت رسول ﷺ سے رہنمائی لینا آسان ہو گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ (م 33ھ) کا مجموعہ حدیث

ان کا یہ کارنامہ عہد رسالت کے بیان میں آچکا ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے جو احادیث سنی تھیں، ان کے کئی مجموعے لکھ لیے تھے، بلکہ آپ ﷺ کو پڑھ کر سنا بھی دیے تھے تاکہ مزید توثیق ہو جائے۔ بعد میں ان تحریری حدیثوں کو روایت کیا کرتے تھے اور عہد صحابہ کے بیان کے آغاز میں یہ بھی بخاری کے حوالے سے نقل کیا جاچکا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب الصدقہ لکھ کر ان کو دی تھی جو زکوٰۃ کے متعلق احادیث نبویہ پر مشتمل تھی، یہ کتاب بھی ان کے پاس محفوظ رہی اور ان کے پوتے اسے روایت کرتے تھے۔

علوم نبوت کی تبلیغ وتدریس کے لیے حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں بصرہ منتقل ہو گئے تھے، جہاں 93ھ یعنی ایک سو تین سال کی عمر میں وفات پائی۔ یہ بصرہ میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔[33]

اس لیے ان سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو کثرت مال اور کثرت اولاد اور ہر چیز میں برکت کی دعا دی تھی۔[34]

جس کے اثرات ان کی ہر چیز میں نمایاں تھے۔ ان کی اولاد پوتوں پڑپوتوں سمیت اتنی زیادہ ہوئی کہ ایک سو بیس تو ان کی حیات ہی میں انتقال کر چکے تھے۔[35]

کتابت حدیث کا اہتمام

خود تو بچپن میں ہی لکھنا جانتے تھے۔ دوسروں کو بھی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سنایا کرتے تھے:

قیدوا العلم بالکتاب ۔[36]

ترجمہ: علم کو لکھ کر محفوظ کر لو۔

اور اپنے بیٹوں کو تاکید فرماتے تھے کہ:

يا بني قيدوا العلم بالكتاب۔[37]

ترجمہ: اے میرے بیٹو اس علم کو قید (تحریر) میں لے آؤ۔

ان کے ایک شاگرد خالد بن خداش بغدادی کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے رخصت ہونے لگا تو میں نے درخواست کی کہ کچھ نصیحت فرمایئے تو انہوں نے فرمایا کہ:

عليك بتقوى الله في السر والعلانية، والنصح لكل مسلم، وكتابة العلم من عند أهله ۔[38]

ترجمہ: ان چیزوں کی ہمیشہ پابندی کرو: تقویٰ جو ظاہر میں بھی ہو اور باطن میں بھیاور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی، اور اہل علم سے علم حاصل کر کے اسے لکھنا۔

ان کے ایک شاگرد ابان نے بھی ان کی روایتیں قلمبند کی تھیں[39] یہ حدیثیں املاء کیا کرتے تھے۔[40]

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے اور دس سال آپ کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ ان کی خدمات پر آپ کی دعا کی برکت سے اللہ نے حدیث کے حوالے سے بھی ان سے بڑا کام لیا۔

اسی طرح ایوب السجتسانی ولادت 45ھ وفات 148ھ، محمد بن المکندر پیدائش 54ھوفات 130ھ، ابن شہاب ولادت 58ھ وفات 124ھ، سلیمان ابن یسار ولادت 34ھ وفات 107ھ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس ولادت 22ھ وفات 105ھ، عطا ابن ابی رباح ولادت 27ھ وفات 115ھ، قتادہ ابن عوامہ ولادت 61ھوفات 117ھ، عامر الشعبی ولادت 17ھ وفات 104ھ علقمہ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان تھے مگر ملے نہیں) وفات 62ھ، ابراھیم النخعی ولادت 46ھ وفات 94ھ، یزید ابن حبیب پیدائش 53ھوفات 128ھ یہ وہ اشخاص ہیں جنہوں نے صحابہ کا دور دیکھا ہے۔ ان میں سے بیشتر وہ ہیں جنہوں نے صحابہ کے گھروں میں اور صحابیات کی گودوں میں پرورش پائی ہے بعض وہ ہیں جن کے اوقات کسی نہ کسی صحابی کی خدمت میں بسر ہوئے۔ ان کے حالات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہان میں سے ایک ایک شخص نے بکثرت صحابہ سے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کیے ہیں۔ آپ ﷺ کے ارشادات اور فیصلوں کے متعلق وسیع واقفیت پہنچائی ہے اسی وجہ سے روایت حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ انہی لوگوں سے بعد کی نسلوں کو پہنچا ہے۔ پوری امت نے ان کو آنکھوں پر بٹھایا ہوا ن کو اکابر علماء میں شمار کیا ہو اس کے بعد اصاغر تابعین اور تبع تابعین کا وہ گروہ ہمارے سامنے آتا ہے جو ہزارہا کی تعداد میں دنیائے اسلام میں پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے بڑے پیمانے پر تابعین سے احادیث لیں اور دور دور کے سفر کر کے ایک ایک علاقے کے صحابہ اور ان کے شاگردوں کا علم جمع کیا ان میں نمایاں شخصیات جعفر بن محمد بن علی (جعفر صادق) ولادت 80ھ وفات 148ھ، ابو حنفیہ ولادت 80ھ وفات 150ھ، شعبہ ابن الحجاج ولادت 83ھوفات 160ھ، لیث بن سعد ولادت 93ھ وفات 165ھ، ربیعۃ ابن الرائے (استاذ امام مالک) وفات 136ھ، سعید بن ابی عروبہ وفات 156ھ، مسعر بن کدام وفات 152ھ، سفیان ثوری ولادت 97ھ وفات 161ھ، حماد بن یزید ولادت 98ھوفات 179ھ شامل ہیں۔[41]

اس سے پچھلے صفحات میں مطلق کتابت حدیث کا ذکر نہ تھا چونکہ تدوین حدیث کی ضرورت اس وقت نہ تھی۔ تابعین کا دور جو تدوین حدیث کا دوسرا دور ہے۔ تابعین کا یہ دور ابتلا کا تھا۔ اس دور میں امت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ مسلمان پھر سے قبائلی عصبیت کا شکار ہو چکے تھے۔ بہت سے صحابہ انتقال کر چکے تھے شیعان حضرت علی اور شیعان معاویہ فی الزمانہ دو سیاسی گروہ وجود میں آچکے تھے ان کی باہمی خانہ جنگی کے نتیجہ میں ایک تیسرا گروہ

خارجیوں کا پیدا ہو چکا تھا جو دونوں مذکورہ گروہوں کو خارج از اسلام قرار دیتا تھا۔ اس دور میں بھی مسلمانوں کے اندر حدیث اور قول رسول ﷺ کی حیثیت قانون سے کم نہ تھی۔

اس لیے مخالفین اسلام نے جھوٹی حدیثیں گھڑنا شروع کر دیں یوں وضع حدیث کا فتنہ رونما ہوا ہر گروہ نے اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے جھوٹی حدیثوں کا سہارا لینا شروع کر دیا تھا۔ اسلیے تابعین اور علمائے دین کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو حدیث رسول ﷺ کہیں مفقود نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے حدیث رسول ﷺ کی حفاظت کا پورا انتظام کیا اور اس کام کے لیے چند بزرگوں نے بیڑا اٹھایا اس کام کے سب سے پہلے محرک حضرت عمر بن عبد العزیز تھے جو عمر ثانی کہلاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بنو امیہ کے مشہور خلیفہ تھے 99ھ میں آپ خلیفہ بنے۔ پوری کتابت حدیث بصورت تصنیف کا آغاز ہوا۔ کتابت حدیث بصورت تصنیف کے پانچ طبقے ہیں۔ ان میں پہلا طبقہ تابعین کا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ

حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک کتابت حدیث اپنے پہلے دو مرحلوں میں تھی لیکن اب وہ وقت آ چکا تھا کہ احادیث کی باقاعدہ تدوین ہو۔ کیونکہ اب قرآن مجید کے ساتھ اسکے اختلاط و التباس کا اندیشہ نہیں تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری باب کیف یقبض العلم کے تحت تعلیقاً مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مدینہ طیبہ کے قاضی ابو بکر بن حزم کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کو حکم دیا کہ

انظر ما كان من حديث رسول الله ﷺ فاكتبه فإني خفت دروس العلم وذهاب العلماء۔[42]

ترجمہ: دیکھ جو حدیث رسول آپ کو ملے اسے لکھ لے۔ اس لیے کہ مجھے علم و علماء کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔

موطا امام مالک میں بھی یہ خط مروی ہے اور اس میں احادیث نبوی کے ساتھ سنت خلفائے راشدین کے جمع کرنے کا حکم بھی مذکور ہے۔ لیکن یہ ان دونوں کتابوں میں یہ حکم صرف قاضی مدینہ کے نام آیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں حافظ ابو نعیم اصفہانی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ یہ خط صرف قاضی مدینہ کے نام نہیں بلکہ مملکت کے ہر صوبہ کے قاضی کے نام بھیجا گیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

أبو نعيم في تاريخ أصبهان هذه القصة بلفظ كتب عمر بن عبد العزيز إلى الآفاق۔[43]

کتب ابی بکر

قاضی ابو بکر کو جو حکم دیا گیا تھا اس کے بارے میں علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب "التمہید" میں امام مالک سے نقل نہیں کیا ہے کہ حضرت ابو بکر نے حدیث کی کئی کتابیں جمع فرمائیں۔ لیکن عمر بن عبد العزیز کو بھیجی نہیں تھیں کہ ان کی وفات ہو گئی۔[44]

علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے کہ یہ رسالہ عمر بن عبد العزیز کی فرمائش پر لکھا گیا تھا۔[45]

دفاتر الزہری

علامہ ابن عبد البر نے "جامع بیان العلم" میں امام زہری کا یہ قول نقل کیا ہے:

أمرنا عمر بن عبد العزيز بجمع السنن فكتبناها دفترًا دفترًا، فبعث إلى كل أرض له عليها سلطان دفترًا۔[46]

ترجمہ: ہمیں عمر بن عبد العزیز نے تدوین حدیث کا حکم دیا تو ہم نے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے پھر حضرت عمر بن عبد العزیز نے مملکت کے ہر خطہ میں ان دفاتر میں سے ایک دفتر بھیج دیا۔

یہ واقعہ ہے کہ اس زمانے میں حضرت امام زہری سے زیادہ تدوین حدیث کی خدمت شاید ہی کسی نے انجام دی ہو۔

کتاب السنن المکحول

یہ کتاب امام مکحول نے تحریر فرمائی تھی۔ گویا اس کتاب کی تالیف سے کتابت حدیث اپنے چوتھے مرحلے میں داخل ہوئی۔ علامہ ابن ندیم نے "الفہرست" میں اس کا ذکر کیا ہے بظاہر یہ کتاب بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کے فرمان کی تعمیل میں لکھی گئی کیونکہ مکحول ان کے زمانہ میں قاضی تھے۔[47]

ابواب الشعبی

یہ حضرت عامر بن شراحیل کے تالیف ہے اور علامہ سیوطی نے "تدریب الراوی" میں حافظ ابن حجر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ یہ علم حدیث کی پہلی مبوب کتاب ہے۔ حضرت شعبی چونکہ کوفہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے قاضی تھے اس لیے بظاہر یہ کتاب انہی کے ارشاد پر لکھی گئی ہے۔[48]

حضرت عمر بن عبد لعزیزؒ کی وفات 101ھ میں ہوئی لہذا یہ سب کتابیں اس سے پہلے لکھی جاچکی تھیں۔

قال ابن وهب: وأخبرني السري بن يحيى، عن الحسن، أنه كان لا يرى بكتاب العلم بأسًا، وقد كان أملى التفسير فكتب ۔[49]

ترجمہ: ابن وہب نے کہا ہے کہ مجھے سدی ابن یحیٰ حسن کے حوالے سے خبر دی ہے کہ علم کی کتابت کے بارے میں کوئی حرج نہیں اور دونوں نے تفسیر لکھوائی اسے لکھا گیا۔

بنوامیہ کے عہد کی دیگر تصنیف شدہ کتب حدیث

بنوامیہ کے عہد میں تابعین نے علم حدیث کی جو خدمات انجام دیں۔ ذیل میں اس کی ایک فہرست دی جارہی ہے:

نمبر	اسماء الکتب	حوالہ جات
1	کتاب خالد بن معدان م106ھ	حافظ شمس الدین ذہبی، (حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف 1333ھ) 1:216، 1:166
2	کتب ابو قلابہ م104ھ	طبقات ابن سعد، 216-5 وتذکرۃ الحفاظ 88-1
3	صحیفہ ہمام بن منبہ	ڈاکٹر حمید اللہ، **صحیفہ ہمام بن منبہ**، تحقیق ڈاکٹر حمید اللہ (حیدر آباد دکن: اسلامک پبلی کیشنز 1956)
4	کتب حضرت حسن بصری	القاضی الحسن ابن عبد الرحمن (متوفی 360ھ)، **الحدیث الفاصل**، **طبقات ابن سعد** 17-7
5	کتب محمد الباقر (56-114ھ)	تہذیب التہذیب 104-2
6	کتب مکحول شامی	علامہ ابن ندیم ،**الفہرست الابن ندیم**،(مصر: مطبۃ الاستقامہ بالقاہرہ) ص318
7	کتاب بکیر ابن عبد اللہ	حافظ ابن حجر عسقلانی ، تہذیب **التہذیب**،(حیدر آباد دکن : دائرۃ المعارف 1366ھ) 70 : 10، 71
8	کتب قیس ابن سعد (م117ھ)	**تذکرۃ الحفاظ** 190 : 1
9	الابواب للشعبیؒ	امام جلال الدین سیوطی، **تدریب الراوی**، (مصر: طبع 1307ھ) ص24
10	کتب ابن شہاب الزہریؒ	حافظ ابن عبد البر اندلسی (متوفی 464ھ)، **جامع بیان العلم وفضلہ**، (ادارہ الطبع المنیرہ)، ج1، ص176

11	کتاب ابو العالیہؒ	محمد عجاج الخطیب، **السنة قبل التدوين** (تعلیق)، (دمشق: دار الفکر، 1391ھ)، ص338
12	کتاب سعید ابن جبیر م 95ھ	**جامع بیان العلم**، ص102
13	کتب عمر بن عبد العزیز (61-101ھ)	عبداللہ دارمی (المتوفی 455ھ)، **سنن دارمی**، (قاہرہ: دار لمحاسن، 1386ھ) 1 : 129
14	کتب رجاء ابن حیوۃ (م 112ھ)	**سنن دارمی** 1 : 29
15	کتاب بشیر بن نہیک	امام محمد ابن سعد، **طبقات ابن سعد**، 7 (بیروت: دار صادر، 1997)، ج7، ص110

حاصلِ کلام:

آرٹیکل عہد بنوامیہ میں کتابت حدیث کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے چنانچہ حدیث کے متعلق جملہ امور کو سمجھنے کے لیے تفصیلی قواعد وضوابط مقرر ہیں جن پر گزشتہ چودہ سو سال سے لوگ عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ قرآن مجید اور ارشادات رسول ﷺ کو ان قواعد وضوابط کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ یہ سمجھنا کہ قرآن مجید اور سنت کسی خلا میں پائے جاتے ہیں اور بغیر کسی تسلسل کے ہیں اور آج جس کا جو جی چاہے وہی معنیٰ قرآن مجید کی آیات اور الفاظ کو پہنا دے، یہ تصور درست نہیں۔ قرآن مجید ایک تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے معانی ومطالب سمجھائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہی معانی اور مطالب تابعین کو سمجھائے اور اس طرح نسلاً بعد نسل ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ اور دوسرے کے بعد تیسرا طبقہ اس کو سیکھتا گیا اور اس طرح یہ رہنمائی ہم تک پہنچی ہے۔ اس لیے کہ ماضی اور حال میں خدانخواستہ اگر کوئی خلاء پیدا ہو گیا یا ہماری فہم میں کوئی ایسا خلل آگیا کہ جس میں ماضی سے ہمارا رشتہ کٹ جائے تو پھر قرآن مجید کے فہم میں بڑی غلطیاں پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔ خود ہمارے ملک میں بہت سی گمراہیاں اس لیے پیدا ہوئی کہ بعض لوگوں نے سنت رسول ﷺ کے تسلسل کو احادیث کے پورے علم اور فن کو قرآن مجید کی تعبیر اور تشریح کے ان سارے اصولوں کو نظر انداز کر کے صرف اپنی عربی زبان دانی اور محض اپنی فہم کی مدد سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی، جس کے نتیجہ میں بہت سی خرابیاں اور گمراہیاں پیدا ہوئیں۔ اس لیے قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے علمِ حدیث سے واقفیت ناگزیز ہے۔ اہمیت حدیث کے حوالے سے اس بات کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اسلام کے اعتقادی و عملی احکام میں پہلا اساسی مصدر قرآن مجید اور دوسرا سنت رسول ﷺ ہے اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ علم القران اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث اس کی شہ رگ ہے۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء اور جوارح تک خون پہنچا کر ان کے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتی رہتی ہے۔ اسی طرح حامل قرآن کی سیرت، حیاتِ طیبہ اور آپ ﷺ کے اخلاق وعادات مبارکہ، اقوال واعمال، سنن ومستحبات اور احکام وارشادات اسی علم کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ اس طرح خود اسلام کی تاریخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال واعمال واقوال کا خزانہ بھی علمِ حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا دین اور شریعت آپ ﷺ کی احادیث ہیں اور یہ وہ عظیم عمل ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے جو اس میں اور اس کی نشرواشاعت میں مشغول ہوا اُس کے آثار مخلوق میں باقی رہتے ہیں۔

چونکہ مستشرقین نے حدیث کو مختلف حیلوں سے مشکوک بنانے کی کوشش کی ہے کہ سند حدیث میں زیادہ راوی ہونے کی وجہ سے احادیث ناقابل اعتبار ہیں اور زیادہ تر صحابہ جنگجو تھے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی قابلِ اعتراض ہے کہ انھوں نے سند پر محنت کی ہے متن کے بارے میں اتنی تحقیق نہیں کی ہے اس سلسلے میں عہد بنوامیہ کو زیادہ مطعون کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جو صحابہ مکثرین ہیں وہ جنگوں میں کم ہی شریک ہوئے ہیں جو نقل روایات میں مقلین ہیں وہ جنگوں میں شریک ہوئے ہیں۔

صرف سند ہی نہیں متن کی حفاظت کے لیے حضرات صحابہ کرام وتابعین نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ حفاظت حدیث کے عموماً تین طریقے ہیں۔ زبانی یاد کرنا، تعامل، تیسرا طریقہ کتابت حدیث ہے۔ تینوں طریقوں کو ترتیب وار حفاظت حدیث کے لیے اپنایا گیا ہے اور یہاں تک بنوامیہ کے عہد کے صرف ان تحریری کارناموں کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جو کسی بڑی تحقیق وجستجو کے بغیر سامنے آگیا تھا۔ باقاعدہ تحقیق وکاوش سے کام لیا جائے تو نہ جانے اس دور کے کتنے اور کارنامے سامنے آئیں گے۔ ان کی تفصیلات تو اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا خلاصہ بھی کیا جائے تو کلام بہت طویل ہو جائے گا۔ مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جو ماہ صفر 99ھ جو میں منصب خلاف پر فائز ہوئے اور جب 101ھ میں وفات پا گئے انھوں نے اپنے مختصر دور خلافت میں احادیث نبویہ کی تدوین سرکاری انتظام سے جس بڑے پیمانہ پر کروائی وہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔

سفارشات وتجاویز:

علم حدیث پر بیسویں صدی میں جو انکار حدیث پر منکرین حدیث نے زور وشور سے جو کچھ لکھا ہے، بہت نے لوگ اس سے متاثر ہو گئے اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس سے متاثر ہوئی اس لیے علم حدیث پر لکھنے والوں کا ایک میدان یہ بھی تھا کہ منکرین حدیث کے اعتراضات کو دور کیا جائے۔ ان کے اعتراضات کی اصل بنیاد یہ تھی کہ ذخیرہ حدیث تاریخی طور پر ثابت شدہ نہیں ہے تو کتابت حدیث کے ایک دور کا ذکر مذکورہ آرٹیکل میں پیش کیا گیا ہے۔
عموماً جب باطل حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو وہ ملاوٹ کی چال چلتا ہے۔ تو ملاوٹ سے بچنے کے لیے ذیل میں سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1۔ عصری اداروں میں اسلامیات کی کتب میں احادیث کی تخریج کی جائے تاکہ اصل اور نقل میں فرق کیا جا سکے۔

2۔ حدیث کو بیان کرنے کے لیے بھی سند کی اہتمام کیا جائے۔

3۔ حدیث کی صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے۔

4۔ وہ کتب جو حفاظت حدیث کے حوالے سے لکھی گئیں ہیں ان سے ہر مسلمان کو آگاہ کیا جائے۔

5۔ کتابت حدیث کے عنوان سے کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے۔

6۔ کتابت حدیث کو عوام پر آشکارا کرنے کے لیے مراکز مطالعہ کتابت حدیث قائم کیے جائیں۔

حوالہ جات

[1] حدیث کے اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے "ڈاکٹر محمود الطحان" لکھتے ہیں: حدیث ہر وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو حدیث کہلاتی ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: طحان، الدکتور محمود، تیسیر مصطلح الحدیث، دارالقرآن الکریم، 1979ء ص14۔ جب کہ سنت نبی کریم ﷺ کے طریقہ کو کہا جاتا ہے۔ مذکورہ جگہ میں حدیث، سنت کے مفہوم میں لکھی گئی ہے۔

[2] ان عوامل کی تفصیل یہ ہے:

† ہجرت کے بعد اسلام پھیل گیا آپ ﷺ کی حیات ہی میں جزیرہ نمائے عرب اسلام کے زیر اثر آ چکا تھا جس کا مجموعی رقبہ بارہ لاکھ مربع میل میں پھیلا ہوا تھا اتنے وسیع نظام حکومت میں تحریر وکتابت ناگزیر تھی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ص12۔

†وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حافظے کمزور ہو گئے بھولنے کا رواج عام ہو گیا ہے اس لیے کتابت کو ضرورت سمجھا گیا۔ کتابت حدیث کی افادیت اس صحابی کے حال سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ ایک انصاری صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ سے حدیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: جامع ترمذی ج2 ص107۔

†نو مسلم قبائل کے وفود اسلامی تعلیمات سیکھنے کے لیے مدینہ آئے یہاں وہ احکام یاد کر لیتے لیکن واپس جاتے وقت آپ ﷺ قبائل کے لیے احکام لکھوا کر ان کو عطا کراتے، چنانچہ جب حضرت وائل ابن حجر نے چند دن قیام کے بعد واپسی کا ارادہ کیا تو فرمایا میری قوم کے لیے مجھے ایک کتاب لکھ دیجیے تو آپ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اے معاویہ تم انہیں اقیال عباھلہ کے نام لکھ دو کہ وہ نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الوثائق السیاسیہ نمبر 131 ص126 تا 130۔

3 حضرت مولانا قاری طاہری، تحفة المراة فی دروس المشکوٰۃ، (مکتبہ محمودیہ۔ س ن)، ص63۔

4 ڈاکٹر محمود احمد غازی ، محاضرات حدیث، (لاہور: الفیصل ناشران، مارچ 2010)، ص 176تا 178۔

5 ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، (المملكة العربية السعودية، دارابن الجوزي، الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1994 م)، ج1، رقم الحديث:422۔

6 امام محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد، (بيروت: دار صادر، 1957)، ج 7، ص 448۔

7 ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله ،ج 1،رقم الحديث: 403۔

8 مسلم بن الحجاج القشيري، الجامع الصحيح، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب يدخل الجنة أقوام أفئدتهم مثل أفئدة الطير، رقم الحديث:5075۔

9 ڈاکٹر محمود احمد غازی ، محاضرات حدیث ،ص 270تا 278۔

10 امام محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج6 ص 38۔

11 الحافظ ابوعبدالله محمد ابن اسماعيل بخارى ، كتاب التاريخ الكبير، (مطبع دائرة المعارف العثمانيه، س ن)، ج 7ص 186۔

12 امام محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج4، ص135۔

13 ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، ج 1، رقم الحديث: 408۔

14 ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، ج 1، رقم الحديث: 427۔

15 ڈاکٹر محمود احمد غازی ، محاضرات حدیث ، ص 280۔

16 مسلم بن الحجاج القشيري، الجامع الصحيح، (الطبعة الهنديه ،1349ھ)، ج 1، ص 218۔

17 أحمد بن علي بن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، (بيروت: دار الجيل، 1412ھ)، ج4، ص145۔

18 امام محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد ،ج 2 ص 371۔

19 امام محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد، كريب ابن ابى مسلم، جزو 18 ،ج 5 ص 293 ۔

20 امام محمد ابن عيسىٰ ترمذى ،جامع ترمذى، كتاب العلل ،(كراچى :قرآن محل، س ن)، ج 2 ص261۔

21 امام ابن قيم الجوزى ،زاد المعاد فى هدى خير العباد، (طبع مصر ،س ن)، ج 3ص 610۔

22 امام ابو داود سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، رقم الحديث:3137

23 مسلم بن الحجاج القشيري، الجامع الصحيح، ج 2 ص 116 ،117۔

24 محمد حجاج الخطيب ،السنه قبل التدوين، (مشق: دارلفكر د سن طباعت 1391 هجرى)، ص219۔

25 ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، ج 1، رقم الحديث:398۔

26 التبويب الموضوعي للأحاديث، ص227۔

[27]أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمنالدارمي، سنن الدارمي ،(المملكة العربية السعودية: دار المغني للنشر والتوزيع ،1412ھ)، ج1،رقمالحديث:521۔

[28]السنة قبل تدوين، ص: 319 بحواله تفسير طبرى، دارمى ج 1 ص106 ۔

[29]ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر,جامع بيان العلم وفضله،ج 1،رقم الحديث:405۔

[30]الحسن بن عبد الرحمن الرامهرمزي ،المحدث الفاصل بين الراوي والواعي،(بيروت:دارالفكر،1404ھ)، ص374۔

[31]حافظ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب،(حيدر آباد دكن:دائرة المعارف 1326 ھ)، ج 2 ص 42 ،43 ۔

[32]حافظ ابن حجر عسقلانی،فتح البارى ،(بيروت:دارلمعرفة 1301ھ)،كتاب العلم ،باب الخروج الطلب العلم ، ج 1، ص158۔

[33]تہذیب التہذیب،ذکر انس بن مالک، ج1 ص 378 ،رقم الحديث:690 ۔

[34]امام مسلم ابن الحجاج قشیری،صحیح مسلم،(کراچی :اصح المتابع 1375 ھ)،کتاب الفضائل ،باب فضائل انس ،ج 3 ص 298 ۔

[35]امام یحیٰ ابن۔ شرح النووی،(کراچی :اصح المتابع ، 1375 ھ)،فضائل انس،ج 2 ص 299 ۔

[36]ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر,جامع بيان العلم وفضله,ج 1،رقم الحديث:395۔

[37]ايضاً،رقم الحديث:410۔

[38]ايضاً، رقم الحديث:418۔

[39]سنن دارمی، ج 1 ،رقم الحديث:498۔

[40]السنه قبل تدوين، ص 320 بحوالہ، تاريخ بغداد، ج 8 ص259۔

[41]سيد عبدالصبور طارق، معلومات حديث،(مكتبہ تعمير انسانيت)، ص 136 تا 139۔

[42]امام محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح،(دمشق ، دار ابن کثیر،1423ھ)،کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم،تعلیقاً.رقم الحديث:103

[43]أحمد بن علي بن حجر،فتح الباري،(بيروت: دار المعرفة،1379ھ)،ج1،ص195۔

[44]علامه شمس الدين ذهبی، تہذیب الکمال ،(بیروت: شارع سوریہ1403ھ)، ج 3 ،ص1369۔

[45]تاريخ الخلفاء،ص78۔

ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر,جامع بيان العلم وفضله،ج 1،رقم الحديث: 438۔

[47]علامه ابن نديم،الفہرست،(مصر :مطبعته الاستقامه بالقاہره)،ص 42۔

[48]امام ابن جلال الدين سيوطى، تدريب الراوى،(مصر :طبع 1307ھ)،ص24۔

[49]ابوعمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر,جامع بيان العلم وفضله,ج 1،رقم الحديث:421۔